عصر رسول میں تدوین قرآن

(قسط اول)

علامه شیخ محسن علی نجفی

لفظ (جمع) کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ لوح قلب میں حفظ کر لینے کو جمع کہتے ہیں، چنانچہ (حفاظ قرآن) کو (جماع القرآن) کہتے ہیں۔

۲۔ آیات اور سورتوں کی ترتیب کا لحاظ کئے بغیر کتابت کے ذریعہ ایک کتابی شکل میں لانا۔

۳۔ آیات اور سورتوں میں ترتیب کے ساتھ کتابت کے ذریعہ ایک کتابی شکل میں لانا۔

۴۔ متعدد قرائتوں میں سے صرف ایک ہی قرآت پر لوگوں کو متفق رکھنا پہلے معنی کے مطابق قلب رسول اور قلوب آل و اصحاب رسول میں قرآن جمع اور محفوظ تھا دوسرے معنی کے مطابق عصر رسالت میں جمع مختلف صحیفوں میں لکھا ہوا تھا۔ تیسرے معنی کے مطابق بھی عصر رسالت قرآن جمع ہوا ہے۔ اور چوتھے معنی کے اعتبار سے عصر حضرت عثمان میں ایک ہی قرات پر مجتمع کیا گیا ان موضوعات پر ہم قدرے تفصیل سے گفتگو کریں گے۔

حفظ قرآن

جمع قرآن یعنی حفظ، عہد رسالت میں یقیناً وقوع پذیر ہوا ہے جس میں کسی شک و تردید کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور نہ ہی کسی دلیل و برہان کی ضرورت ہے۔ صرف برائے تذکر چند شواہد ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ جمع و حفظ قرآن کو اللہ تعالی نے خود اپنے ذمہ لیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَ قُرْآنَهُ (۱)

(اے رسول) قرآن کو جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔

طبری نے (مجمع البیان) میں فرمایا

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَ قُرْآنَهُ عَلَيْكَ حَتَّى تَحْفَظَهُ وَيُمَكِّنُكَ تِلَاوَتَهُ فَلَا تَخَفْ فَوْتَ شَيْءٍ مِنْهُ

قرآن کا جمع کرنا اور آپ کو پڑھانا ہمارے ذمہ ہے، تاکہ آپ قرآن کی تلاوت کر سکیں، لہذا قرآن کے کسی حصے کے رہ جانے کی فکر نہ کریں۔

نیز ارشاد فرمایا:

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْماً

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى

ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے۔

حضور پر جب وحی نازل ہو جاتی تو آپ وحی سے فارغ ہونے سے پہلے ہی آیت کی تلاوت شروع فرماتے تھے تاکہ کوئی آیت رہ نہ جائے، اس پر اللہ تعالی کی طرف سے بشارت ہوئی کہ ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے۔

۲۔ سینہ رسول میں قرآن محفوظ ہونے اور اس کی ذمہ داری اللہ تعالی نے خود اپنے ذمہ لینے کے بعد دوسرا مرحلہ سینہ رسول سے سینہ امت کی طرف منتقلی کا ہے، اس مسئلہ کے لئے رسول اسلام نے تحفظ قرآن کو یقینی بنانے کے لئے متعدد اقدامات فرمائے۔

۱۔ حافظان قرآن کی تربیت

قرآن مجید کو سینہ امت کی طرف منتقل کرنے کے لئے رسالت مآب نے حافظان قرآن کی وسیع پیمانے پر تربیت فرمائی۔

چنانچہ عصر رسالت میں ہی حافظان قرآن کی تعداد اس قدر زیادہ ہو گئی تھی کہ نام بنام ان کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے۔ (۲)

بعض محققین کے مطابق عصر رسالت اور اس سے متصل زمانہ میں حافظان قرآن کی تعداد (دس ہزار) تک پہنچ گئی تھی!

اجتماعی حفظ

جو لوگ پورے قرآن کو حفظ نہیں کر سکتے تھے وہ آپس میں قرآن کو تقسیم کر کے ہر فرد چند سورے حفظ کر لیتا تھا' بعد میں مل کر ختم قرآن کرتے تھے۔ (۳)

مستشرق (بلاشر) حفظ قرآن اور جمع قرآن میں خلط کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حافظان قرآن کی مقدار سات سے تجاوز نہیں کرتی۔ جبکہ متعدد روایات سے جامعین قرآن در عصر رسالت سات ذکر ہوئے ہیں۔

حافظان قرآن کی مقدار

چنانچہ سنہ ۴ھ رسول خدا نے (قبیلہ بنی عامر) کو تعلیم قرآن کے لئے اپنے اصحاب میں سے ستر افراد جو سب کے سب حافظان قرآن تھے روانہ فرمایا' حافظین قرآن کا یہ قافلہ (بئر معونہ) نامی جگہ پہنچ گیا تو کفار نے انہیں گھیر لیا' اور سب کو شہید کر دیا' اس واقعہ سے حضور کو اس قدر صدمہ ہوا کہ ایک ماہ تک قنوت نماز میں قاتلین پر نفرین فرماتے رہے' یہاں سے نماز میں قنوت بھی سنت قرار پایا۔

اسی سال حضورؐ نے دس حافظان قرآن کو (بنی عضل و قارہ) کو تعلیم قرآن کے لئے روانہ فرمایا جب یہ لوگ (رجیع) نامی جگہ پہنچے تو کافروں نے انہیں اپنے گھیرے میں لیا اور شہید کیا۔ احد کی لڑائی میں ۴۷ افراد شہید ہوئے ان میں ایک معتدبہ مقدار حافظان قرآن کی تھی۔

حضرت ابوبکر کے عہد خلافت میں (یمامہ) کی جنگ میں ستر حافظان قرآن مارے گئے ایک روایت کے مطابق چار سو قارئین قرآن شہید ہو گئے۔

ابن کثیر کے مطابق اس دن پانچ سو قارئین قرآن شہید ہو گئے۔ (۴)

حافظان قرآن کا مقام

عصر رسالت میں حافظان قرآن کو ایک ممتاز مقام حاصل تھا' چنانچہ اگر جنگ میں کوئی حافظ قرآن شہید ہو جاتا تو سب سے پہلے اسے دفن کرتے تھے۔

امام جماعت کے لئے بھی قرأت قرآن معیار تھا' بلکہ اس سے بھی قابل توجہ بات یہ ہے کہ قرآن کے معیار پر سالار لشکر بنایا جاتا تھا:

جب رسول خداؐ نے (اسامہ بن زید) کو امیر لشکر بنایا تو بعض صحابہ نے تعجب کیا اور کہا: وہ اس نو عمری میں اس منصب کے لئے اہلیت نہیں رکھتا' تو حضور نے اسامہ کے اس منصب کے لئے اس کے اوصاف بیان فرمائے ان میں سے ایک یہ تھا کہ اسامہ کو قرآن کا ایک حصہ حفظ ہے (۵)۔ (عثمان بن ابی العاص) قرآن فہمی کی بنیاد پر طائف کا امیر بنا۔

۲۔ نماز اور قرآن

حضورؐ نے تحفظ قرآن کو یقینی بنانے کے لئے اور قرآن سینہ امت میں محفوظ کرنے کے لئے نماز کے ساتھ جو دین کا ستون ہے قرات قرآن کو مربوط بنایا۔

چنانچہ خود رسول کریم نماز تہجد میں صرف ایک رکعت میں سورہ بقرہ اور آل عمران کی تلاوت فرماتے تھے (٦)

حذیفہ بن یمان کہتے ہیں میں نے ایک شب رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ تو رسول خداؐ نے سورہ بقرہ سے تلاوت شروع فرمائی۔ پھر سورہ نساء کی تلاوت فرمائی' پھر سورہ آل عمران کی ۔ حضور نماز میں اس قدر قرآن کی تلاوت فرماتے تھے کہ پاؤں میں ورم پڑ گیا تھا۔ (۷)

حرف نماز ہی میں نہیں بلکہ شب ہو یا دن جب بھی فرصت میسر آتی قرآن کی تلاوت فرماتے تھے بلکہ سفر میں بھی سواری کی پشت پر بھی قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔ (۸)

محاذ جنگ میں بھی آپ باآواز بلند تلاوت قرآن فرماتے تھے۔ (۹)

۳۔ تعلیم قرآن

اسلامی دعوت کے ساتھ ساتھ تعلیم قرآن کا عمل بھی نہایت اہتمام کے ساتھ شروع ہوا چنانچہ حضور نے (بیعت عقبہ) کے بعد (مصعب بن عمیر) کو مدینہ میں تعلیم قرآن کے لئے معلم قرآن کے طور پر تعین فرمایا۔ (۱۰)

بخاری کی روایت کے مطابق سب سے پہلے مدینہ میں تعلیم قرآن پر مامور ہوئے (مصب بن عمیر) اور (ابن مکتوم) اس کے بعد (عمار) اور (بلال) تعلیم قرآن کے لئے مدینہ آئے۔ (۱۱)

مدینہ میں تعلیم قرآن کے عمل کو وسیع پیمانے پر آگے بڑھایا اور خود رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلم اول کے عنوان سے اصحاب کو بذات خود قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

عبداللہ بن مسعود نے کوفہ میں اپنے اصحاب سے کہا:

میں نے رسول خداؐ کی زبان مبارک سے ستر سورتیں پڑھی ہیں (۱۲)

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں: رسول اللہؐ ہمیں تشہد کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جس طرح قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

ابی بن کعب کہتے ہیں کہ: میں مسجد میں داخل ہوا تو ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا' میں نے اس سے پوچھا تمہیں کس نے پڑھایا؟ کہا: خود رسول اللہ نے۔ (۱۳)

شیخ طوسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب (الامالی) میں لکھتے ہیں ابن مسعود نے ستر سورتیں خود رسول اللہ سے اخذ کیں اور بقیہ قرآن حضرت علی علیہ السلام سے اخذ کیا۔ (۱۴)

دیگر متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ اپنے شاگردوں کو قرآن پڑھاتے بعد میں ان سے قرآن سنتے تھے' اصحاب کبھی رسول خدا کی خدمت میں پورا قرآن کو ختم کرتے تھے چنانچہ ابن مسعود روای ہے کہ رسول خدا نے مجھ سے فرمایا:

اِقْرَأ عَلَیَّ نفتحت سورہ النساء ... الی آخر

قرآن پڑھ کر سنا دو میں نے نساء کھولا جب اس آیت پر پہنچا (۱۵)

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَ جِئْنَابِكَ عَلىٰ هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا

تو رسول اللہ کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اور فرمایا: حسب الان اب بس کرو (۱۶)

مسجد رسول ہمیشہ قاریان قرآن سے بھری ہوتی تھی کہ یہاں تک کہ رسول خدا کو کہنا پڑتا تھا کہ لوگو: قرآن آہستہ پڑھو تاکہ آوازوں میں اختلاط پیدا نہ ہو۔

دارالقراء

مدینہ میں قاریان قرآن کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہوا کہ مسجد اور صفہ میں گنجائش نہ رہی اور قاریان قرآن (مخرمہ) کے گھر جمع ہوتے تھے۔ چنانچہ اس گھر کا نام (دارالقراء) پڑ گیا' اس طرح یہ تاریخ کا سب سے پہلے دارالقراء ہے۔

عبادہ بن ثابت ناقل ہے کہ رسول اللہ جہاں بذات خود قرآن تعلیم نہیں دے سکتے تھے تو ہم میں سے کسی کو حکم فرماتے تھے کہ دور سے آنے والوں کو تعلیم قرآن کا عمل انجام دیں (۱۷)

رسول خدا نے تعلیم قرآن کو اس قدر اہمیت دی کہ عورتوں کے حق مہر میں بھی قران کے ایک یا ایک سے زیادہ سورتوں کی تعلیم قرار دی جاتی تھی۔

عشق قرآن

شاگردان رسول ﷺ کے دلوں میں قرآن مجید نے وہ مقام حاصل کیا تھا کہ جس کے بعد کسی اور مقام کی گنجائش باقی نہیں رہتی یعنی جان سے بھی قران کی کی تلاوت عزیز بن گئی تھی چنانچہ ایک واقعہ شاھد کہ :

ایک جنگ میں ایک مسلمان نے مشرکین کی عورتوں کو اسیر بنایا جس کا شوہر موقع پر حاضر نہ تھا' شوہر کو جب واقعہ کا پتہ چلا تو اس نے قسم کھائی کہ محمدؐ کے ساتھیوں سے اس کا بدلہ لوں گا۔ چنانچہ وہ رسول خداؐ کے لشکر کے تعاقب میں نکلا۔

ادھر رسول خداؐ اپنے ہمراہیان کے ساتھ ایک درہ میں رات گزارنا چاہتے تھے' چنانچہ حضرت عمار اور عباد بن بشر انصاری کو درہ کے محافظ مقرر کیا' دونوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ : آدھی رات عباد محافظت کرے گا اور دوسری آدھی رات عمار' چنانچہ رات کے حصہ میں عمار آرام کر رہے تھے اور عباد عبادت میں مشغول ہوگئے ' ادھر وہ کافر مسلمانوں کے تعاقب میں اس درہ تک پہنچ جاتا ہے' وہ عمار کو خواب اور عباد کو نماز کی حالت میں دیکھ کر عباد کی طرف ایک تیر چھوڑتا ہے' یہ تیر عباد کے جسم میں پیوست ہو جاتا ہے' عباد تیر کو جسم سے نکالتا ہے اور نماز جاری رکھتا ہے' کافر ایک اور تیر چھوڑتا ہے یہ تیر بھی عباد کے جسم میں پیوست ہو جاتا ہے' عباد یہ تیر بھی جسم سے نکالتا ہے اور نماز جاری رکھتا ہے' یہ واقعہ تیسری بار بھی پیش آتا ہے تو عباد رکوع اور سجود میں جاتے ہیں اور عمار کو بیدار کرتے ہیں۔ عمار کے بیدار ہوتے ہی کافر نے راہ فرار اختیار کی' عمار اپنے ساتھی کو خون میں لت پت دیکھ کر کہا : مجھے شروع میں بیدار کر لیتے۔ عباد نے جواب میں کہا :

> میں قرآن تلاوت کر رہا تھا اور اسے قطع کرنا میرے لیے ناگوار تھا اور جب تیر پے در پے آنا شروع ہوئے تو میں نے نماز جلدی ختم کی اور آپ کو بیدار کیا' قسم بخدا اگر حکم رسول کی خلاف ورزی کا خوف نہ ہوتا اور قوم کی پاسبانی میں کوتاہی کا ڈر نہ ہوتا تو میری جان چلی جاتی مگر میں سورت کی تلاوت کو قطع نہ کرتا۔

دقیق نظر

عمر بن عامر انصاری راوی ہے کہ حضرت عمر نے اس آیت کی یوں تلاوت کی وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ

مِنَ الْمُهاجِرِينَ وَالْاَنصارُ الَّذِينَ اتَّبِعُوهُم بِاِحسانٍاس میں حضرت عمر نے الانصار کے را کو پیش دیا اور الذین سے پہلے واو کا ذکر نہ کیا' تو حضرت زید بن ثابت نے تصحیح کی اور والذین اتبعوھم باحسان پڑھا تو عمر نے کہا: امیرالمومنین بہتر جانتے ہیں اور کہا ابی بن کعب کو بلایا جائے' ابی سے دریافت کیا تو انہوں نے واو کے ساتھ والذین پڑھا' تو دونوں نے ایک دوسرے کی ناک کی طرف اشارہ کیا تو ابی نے کہا: قسم بخدا رسول خداؐ نے یہ آیت اس وقت مجھے پڑھائی جب تو گندم بیچ رہا تھا۔

عصر رسول کے مومنین جب رسول اللہ سے ایک آیت یا ایک سورت سنتے تو اسے بار بار پڑھتے' پھر رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سناتے اور تصدیق کر لیتے۔

چنانچہ خارجہ بن زید اپنے پدر سے روایت کرتا ہے کہ جب رسول خدا مدینہ تشریف لائے تو اس وقت میں نے سترہ سورتیں یاد کر لی تھیں میں نے ان کو رسول خداؐ کی خدمت میں پڑھا تو آپ نے بے حد پسند فرمایا (۲۰)

ترتیب قرآن

کوئی کلام کسی متکلم کی طرف اس وقت منسوب ہو سکتا ہے جب کلمات اور ان کی ترکیب و تنظیم اس کی طرف سے ہو' اگر منتشر کلمات کسی طرف سے اور ترتیب و تنظیم کسی اور طرف سے ہو تو یہ کلام اس کا شمار ہو گا جس نے ترتیب و تنظیم کی ہو۔

لہذا جہاں قرآن کے کلمات اللہ کی جانب سے ہیں وہاں ان میں موجود تنظیم و ترکیب بھی اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

نیز قرآن کا معجزہ الٰہی ہونے کا مطلب ہی یہی ہے کہ قرآن کے کلمات اور اس کی تنظیم و اسلوب میں وہ نغمہ ہے جو کسی بشر سے صادر نہیں ہو سکتا۔

کس قدر مقام افسوس ہے کہ اس کے باوجود علمائے اہل سنت فرماتے ہیں کہ:

عبداللہ بن مسعود نے کہا: سورہ قارعہ میں (العھن) کی جگہ (الصوف) پڑھ سکتے ہیں (۲۱)۔

حضرت ابوبکر کی طرف نسبت دیتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے: (جاء سکرة الموت بالحق) کی جگہ (جاء سکرة الحق بالموت) پڑھ سکتے ہیں (۲۲)

(طعام الاثیم) کی جگہ (طعام الفاجر) پڑھ سکتے ہیں (۲۳)

مولف کتاب (المصنف ۱۱/۱۲۹) نے تو یہاں تک کہہ دیا بغرض وضاحت کلمات یا قرآن تبدیل کرنا

جائز ہے۔

ترتیب آیات

قرآن کے جمع و ترتیب کے چند مراحل ہو سکتے ہیں کیونکہ تمام قرآن سورہ سورہ نازل ہوا بلکہ کچھ حصہ آیہ آیہ نازل ہوا ہے' لہٰذا جمع و ترتیب عمل میں آئی ہے' اور یہی ترتیب بہ تواتر ہم تک پہنچی ہے۔

۱۔ خود رسول اکرمؐ کاتبان وحی کو صرف آیات کی کتابت کا حکم نہیں دیتے تھے' بلکہ ساتھ ترتیب بھی بتا دیتے تھے کہ کس آیت کو کس جگہ لکھنا ہے۔

ابن عباس راوی ہے:

کان جبرئیل اذا نزل علی النبی بالوحی یقول له ضع هذه الایه فی سوره کذا فی موضع کذا (۲۴)

جب جبرئیل وحی لے کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تو کہتے تھے: کہ اس آیت کو فلاں سورہ میں فلان جگہ رکھیو۔

نیز ابن عباس سے مروی ہے۔

فکان اذا انزل علیه الشئی دعا من کان یکتب فیقول: ضعوا هذه الایات فی السوره التی غیر ما کذا و کذا

یعنی جب رسول پر وحی نازل ہو جاتی تو کاتب بلا کر فرماتے: ان آیتوں کو اس سورے میں رکھا جائے جس میں فلاں فلاں چیز کا ذکر ہے (۲۵)

دوسری روایت میں ہے:

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ابن عباس اور سدی کے نزدیک یہ سب سے آخری آیت ہے' جبرئیل یہ حکم لایا کہ آیت سورہ بقرہ کے دو سو اسی آیت کے بعد لکھی جائے۔ (۲۶)

احمد بن حنبل اپنے سند میں بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں:

میں رسول خداؐ کی خدمت میں بیٹھا تھا حضور نے اپنی نگاہ اوپر اٹھائی' پھر نگاہ سیدھی کر کے فرمایا: میرے پاس ابھی جبرئیل نازل ہوا اور یہ حکم سنایا کہ

اس آیت کو اس سورہ کے فلاں مقام پر رکھوں : ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائی ذی القربی چنانچہ اس ایت کو سورہ نحل میں آیہ شہادت اور آیت عہد کے درمیان میں ثبت کر دیا (۲۷)

۲۔ اس آیت میں سب کا اتفاق ہے کہ آیہ کے تعین و تحدید کہ فلاں جملہ ایک مکمل آیہ ہے یا نہیں تو قیفی ہے' یعنی رسول کریمؐ کے ارشاد پر موقوف ہے کہ فلاں عبارت ایک مکمل آیت ہے یا نہیں ہے' اس کے علاوہ کسی اجتہاد اور رائے کے لئے یہاں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

چنانچہ آلم- المص' کھیعص' طسم حروف مقطعات ہیں اور ان میں سے ہر ایک مستقل آیت شمار ہوتے ہیں' کیونکہ ان حروف مقطعات کے مستقل آیت ہونے پر رسول کریمؐ کی طرف سے صراحت موجود ہے۔

جبکہ اسی قسم کے دوسرے حروف مقطعات مستقل آیت نہیں شمار ہوتے مثلاً آلر' طس' ص' ق' ن وغیرہ

یہ نص و صراحت رسول اکرمؐ سے ہے جس کی وجہ سے حم ایک مستقل آیت شمار ہوتی ہے جبکہ آلر مستقل آیت شمار نہیں ہوتی' طس مستقل آیت شمار نہیں ہوتی ہے جبکہ طسم مستقل آیت شمار ہوتی ہے کھیعص حم ایک آیت شمار ہوتی ہے' جبکہ حمعسق دو آیات شمار ہوتی ہیں' حالانکہ دونوں حروف مقطعات ہیں۔

۳۔ اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ نماز میں جس سورت کی بھی تلاوت ہو اس کو موجودہ ترتیب کے ساتھ پڑھا جائے' اگر یہ ترتیب ملحوظ نہ رکھی جائے تو نماز باطل ہے' اگر ترتیب توفیقی نہ ہوتی تو یہ مسئلہ اجتہاد پر مبنی ہونا چاہیے۔

۴۔ قرآنی سورتوں میں آیات کی تعداد کے بارے میں بھی رسول کریمؐ کی طرف سے بعض صراحتیں ہم تک پہنچی ہیں' مثلاً" سورہ فاتحہ کے بارے میں کہ یہ سات آیات پر مشتمل ہے پس عدد آیات توفیقی ہونے کی صورت میں ترتیب بھی توفیقی ہونا قرین عقل ہے

ترتیب آیات و ترتیب نزول

یہ بات بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ موجودہ قرآن میں آیات جس ترتیب کے ساتھ درج ہیں یہ ترتیب نزولی کے مطابق نہیں ہے' کیونکہ

(ترتیب نزول' وقت نزول کے تقاضوں کے مطابق ہے' اور ترتیب قران نظام قرآن کے تقاضوں کے مطابق ہے) اس سلسلے کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

ا۔ شروع میں شوہر کی وفات کی صورت میں عورت کو ایک سال عدت رکھنا واجب تھا اور پورا سال شوہر کے گھر سے نکلنا جائز نہ تھا' اور عورت کے شوہر سے میراث میں صرف ایک سال کا خرچہ ملتا تھا اور اس حکم کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی: **والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجا وصیه لازوجهم متاعا" الی الحول غیر اخراج** (۲۸) یعنی تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں انہیں چاہیے کہ اپنی بیویوں کے حق میں وصیت کر جائیں کہ ایک سال تک ان کو نان و نفقہ دیا جائے اور ان کو گھر سے نہ نکالیں۔

یہ آیت اسی سورہ بقرہ کی ۲۳۴ ویں آیت کے ذریعہ منسوخ ہوئی جس میں ارشاد فرمایا:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَ يَذَرُونَ أَزْوَاجاً يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَ عَشْراً"

یعنی تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں ان کو چاہیے کہ وہ چار ماہ دس دن عدت رکھیں۔

یہاں ترتیب نزولی میں پہلی آیت یقیناً" پہلے نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ منسوخ اور اور دوسری آیت بعد میں نازل ہوئی ہے کیونکہ یہ ناسخ ہے۔ مگر قرآن ترتیب میں ناسخ کا ذکر پہلے ہے اور منسوخ کا ذکر بعد میں ہے۔

۲۔ ابن عباس' اسدی' جبائی اور بلخی کے مطابق آیہ **اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيناً** کے بعد کوئی فرض حکم نازل نہیں ہوا چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہا السلام سے بھی یہی منقول ہے' سدی کے الفاظ میں ہیں: **لم ینزل بعدھا حلال ولا حرام** (۲۹) جبکہ ایک آیتسورہ مائدہ میں درج ہے اور اس کے بعد بے شمار آیات احکام موجود ہیں۔

۳۔ آیہ **ان الصفاء والمروة من شعائر اللّٰہ** صلح حدیبیہ کے بعد اس وقت نازل ہوا جب مسلمانوں کے لئے حج کرنا ممکن ہوا جبکہ یہ آیت سورہ بقرہ میں درج ہے جو مدینہ میں سب سے پہلے نازل ہوا ہے۔

۴۔ آیہ **واتقوا یوما" ترجعون فیه الی اللّٰہ** بقولی سب سے آخر میں اتری ہے اگر سب سے آخر نہیں ہے تو اواخر میں یقیناً" ہے جبکہ یہ آیت سورہ بقرہ کی ۲۸۱ ویں آیت ہے۔

ترتیب سورہ ہائے قرآن

گذشتہ صفحات میں یہ بات واضح ہو گئی کہ سورہ ہائے قرآن کی آیات عہد رسالت میں ترتیب پایہ تکمیل کو پہنچ چکی تھی۔

اور یہ بات بھی واضح ہے کہ سورتوں کے نام اور ان کی آیات کی تعداد بھی عہد رسالت میں بیان ہو گئی تھی' بلکہ سورتوں کے نام بھی متعین ہو چکے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

كان يعرف انقضاء سورة بنزول بسم الله الرحمن الرحيم ابتداء لاخرى

کسی سورت کے ختم ہونے کا اس وقت پتہ چلتا تھا جب کسی اور سورت کی ابتداء کے لئے بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہو جاتی۔

لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا سورہ ہائے قرآن کی ترتیب توفیقی ہے؟ یعنی خود رسول خداؐ نے بحکم خدا سورتوں کو مرتب فرمایا ہے' یا عصر رسالت کے بعد اصحاب نے اپنے اجتہاد کے مطابق سورتوں کو مرتب کیا ہے۔

ایک نظریہ یہ ہے کہ: چونکہ عصر رسالت میں ہنوز سلسلہ وحی جاری تھی' اس قرآن کو ایک مصحف کی شکل دینا قبل از وقت تھا' اس لئے اس کام کو بعد از عہد رسالت انجام پانا تھا' بعد میں لوگوں نے اپنے اپنے سلیقہ کے مطابق ترتیب دی۔

اس پر مزید یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ: اصحاب کے پاس متعدد قرآن موجود تھے ہر مصحف کی ترتیب دوسرے مصحف سے مختلف تھی' اور کہتے تھے: حضرت علی علیہ السلام کا مصحف ترتیب نزول کے مطابق تھا اور دوسرے اصحاب کے مصاحف اس سے مختلف تھے۔

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب و تدوین خود عہد رسالت میں واقع ہوئی ہے اور جس طرح آیات کی ترتیب خود اپنی نگرانی میں تدوین فرماتے تھے اسی طرح سورتوں کی ترتیب کے لئے بھی خود آپ نگرانی فرماتے تھے۔

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ فرماتے ہیں:

قرآن مجید کی عصر رسالت میں موجودہ شکل میں جمع آوری ہو گئی تھی۔

عصر رسول میں جمع قرآن

اس بات پر کہ عصر رسولؐ میں قرآن جمع ہو چکا تھا' اور خود رسول کریم اس کے جمع و تدوین کر دی

تھی اس کے اثبات کے لئے چند دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

ا۔ عصر رسولؐ کے جامعین قرآن

ا۔ حضرت علی ابن ابی طالبؑ

حضرت علی علیہ السلام نے عہد رسالت میں قرآن اپنے سینہ میں حفظ کر لیا تھا' اور جمع بھی کیا تھا اس کی تفصیل ہم آئندہ بیان کریں گے۔

۲۔ ابی بن کعب بن قیس

آپ کا تعلق انصار اور قبیلہ خزرج سے تھا' آپ کاتب و حافظ قرآن تھے' آپ کا لقب سید القرء اور کنیت ابوالمنذر ہے۔

حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے:

نحن نقراء علی قراءة ابی یعنی ہم ابی بن کعب کی قرائت کے مطابق قرآن پڑھتے ہیں (۳۰)

صحیح البخاری' اور الفہرست تالیف محمد بن اسحق نے ان کو عصر رسول کے جامعین قرآن میں ذکر کیا ہے۔

قرآن مجید کی عصر رسالت میں موجودہ شکل میں جمع آوری ہو گئی تھی۔

۳۔ معاذ بن جبل بن اوس

آپ انصار میں سے تھے' اور حضور نے یمن میں تعلیم قرآن کے لئے روانہ فرمایا صحیح بخاری اور فہرست میں آپ کو عصر رسول کے جامعین قرآن کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔

۴۔ زید بن ثابت

آپ کا ہم آئندہ بھی ذکر کریں گے۔ آپ کاتب رسول تھے' اور آپ سے یہ قول مشہور ہے:

کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نؤلف القرآن من الرقاع

یعنی ہم رسول خدا کی خدمت میں بیٹھ کر مختلف ٹکڑوں سے قرآن جمع کرتے تھے (۳۱)

دوسرے مصادر کے علاوہ بخاری اور الفہرست نے آپ کو عصر رسول کے جامعین قرآن میں ذکر کیا ہے۔

۵۔ عبداللہ بن عمر

نسائی نے صحیح سند سے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

جمعت القرآن فقرات به كل ليله' فبلغ النبى صلى الله عليه وآله وسلم فقال : اقراه فى شهر

میں نے قرآن جمع کیا اور ہر رات ختم کرتا تھا۔ رسول خدا کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا ایک ماہ میں ایک قرآن ختم کرو (۳۲)

۶۔ ابو ایوب انصاری

سیوطی نے الاتقان میں ان کو عصر رسول کے جامعین قرآن میں ذکر کیا ہے۔

۷۔ ابو الدرداء

بخاری اور الفہرست نے ان کو عصر رسول کے جامعین قرآن میں شمار کیا ہے۔

۸۔ عبادہ بن صامت

سیوطی نے الاتقان میں ان کو عصر رسول کے جامعین قرآن میں شمار کیا ہے۔

۹۔ ابو زید ثابت بن زید بن النعمان

بخاری اور الفہرست نے ان کو عہد رسول کے جامعین قرآن میں ذکر کیا ہے۔

۱۰۔ سعد بن عبید انصاری

ان کو الفہرست نے جامعین قرآن میں شمار کیا ہے۔

۱۱۔ عبید بن معاذ ۔ یا عتیک بن معاذ جزری

الفہرست نے ان کو عصر رسالت کے جامعین قرآن میں ذکر کیا ہے۔

۱۲۔ مجمع بن جاریہ یا حارثہ

الاتقان اور تاریخ القرآن زنجانی نے ان کو عصر رسول کے جامعین قرآن میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۔ ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث

رسول خدا اس خاتون کو شہیدہ پکارتے تھے' چنانچہ عہد خلافت حضرت عمر میں اس خاتون کو اس کے اپنے غلام اور کنیز نے شہید کر دیا۔

سیوطی نے الاتقان میں ان کو جامعین قرآن شمار میں کیا ہے۔

۲۔ دورہ قرآن

فریقین کے بے شمار روایات سے ثابت ہے کہ رسالت مآب ہر سال جبرئیل کے ساتھ قرآن کی باز خوانی کرتے تھے۔

چنانچہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں:

سمعنا رسول اللہ یقول: جبرئیل کان یعارضنی القرآن فی کل سنہ مرۃ' وانہ عارضنی العام مرتین ولا اراہ الاحضر اجلی

ہم نے رسول خدا سے سنا کہ وہ فرماتے تھے: جبرئیل ہر سال ایک بار میرے ساتھ قرآن کا دورہ کیا کرتے تھے' مگر اس سال دو مرتبہ دورہ کیا ہے' اس کی وجہ صرف یہ ہو سکتی ہے کہ میری موت نزدیک ہے۔

اس آخری باز خوانی کو (عرضہ اخیر) کہتے ہیں۔

صحیح بخاری باب فضائل قرآن میں دورہ قرآن کے بارے میں حضرت سیدہ کی روایت اس طرح منقول ہے:

قال مسروق: عن عائشہ عن فاطمہ علیھا السلام: اسر الی النبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) ان جبرئیل یعارضنی بالقرآن کل سنہ وانہ عارضنی العام مرتین ولا اراہ الاحضر اجلی

مسروق کہتے ہیں ان سے حضرت عائشہ نے کہا کہ فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: رسول خدا نے مجھ سے سرگوشی میں بتایا کہ جبرئیل ہر سال مجھ سے قرآن کا دورہ کرتے ہیں' اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو بار دورہ کیا ہے' ایسا صرف میری موت کے نزدیک ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

۳۔ ختم قرآن

اصحاب رسولؐ میں ایسے افراد کا متعدد جگہوں پر ذکر ملتا ہے جنہوں نے حضورؐ کی خدمت میں قرآن ختم کیا ہے یا وہ خود پورا قرآن ختم کیا کرتے تھے' جس کے لئے حضور نے مدت کا بھی تعین فرمایا کہ کتنی مدت میں قرآن ختم کرنا مناسب ہے۔

چنانچہ حضور نے عبداللہ بن عمر سے فرمایا: کہ ایک ماہ میں ایک قرآن ختم کیا کرو' اس کے علاوہ عصر رسول کے مومنین اجتماعی طور پر ختم قرآن کرتے تھے' یعنی قرآن کی سورتوں کو آپس میں تقسیم

کرتے اور ہر فرد چند سورے پڑھ لیتا اور ختم قرآن کر لیتے (۳۳)

رسول خدا کے حکم پر اصحاب قرآن کو دس روز' یا چھ روز یا کم از کم پانچ روز میں ختم کیا کرتے تھے۔ (۳۴)

اگر قرآن کتابی شکل میں مجموعہ کے طور پر لوگوں کے پاس نہ ہوتا تو صرف تلاوت قرآن کا ذکر ہو سکتا تھا۔ ختم قرآن کی تعبیر بے معنی ہو جاتی۔

۴۔ فاتحہ الکتاب

۱۔ فاتحہ الکتاب کے معنی ہیں دیباچہ "کتاب" یا افتتاحیہ کتاب

۲۔ یہ نام عصر رسول میں اس سورت کے لئے مخصوص ہوا تھا۔

۳۔ قرآنی سورتوں کے نام خود رسول خدا معین فرماتے تھے۔

ان باتوں سے یہ مطلب ثابت ہو جاتا ہے کہ: قرآن عہد رسالت ہی میں ایک کتابی شکل میں آگیا تھا جس کا ایک افتتاحیہ بھی ہے۔

۵۔ الکتاب کا اطلاق

قرآن کو عہد رسالت (الکتاب) کا نام دیا کرتے تھے' خود قرآن مجید میں تو متعدد مقامات پر قرآن کو الکتاب کہا ہے' اس کے علاوہ حدیث شریف میں مجموعہ قرآن کو الکتاب کہا ہے۔

حدیث ثقلین میں جو شیعہ اور سنی دونوں کے طرق سے متواترا" ثابت ہے حضور نے فرمایا: **انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی** میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسری میری عترت' یہاں کتاب سے مراد یہی مجموعہ ہے جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔

نیز حضور نے اپنی وفات سے کچھ دیر پہلے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ قال فی مرضہ الذی توفی فیہ لعلی - یا علی' ھذا کتاب اللہ خذہ الیک ...

رسول خدا نے اس مرض کی حالت میں فرمایا جس میں آپ نے رحلت فرمائی یا علی یہ (کتاب خدا) ہے اسے اپنے پاس رکھو (۳۵)

یہاں بھی مجموعہ قرآن کو کتاب کہا گیا ہے۔

اس سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن عہد رسالت میں کتابی شکل میں آیا تھا۔

۶۔ قرآن کا دفعتاً نزول

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

اے مفضل اللہ تعالیٰ نے رسول کو قرآن ماہ رمضان میں عنایت فرمایا تھا مگر اس کی تبلیغ وقت کی مناسبت پر موقوف تھا' امر ونہی کے مواقع پر قرآن بیان فرمایا کرتے تھے' جبرئیل صرف اسی مقصد کے لئے نازل ہوا کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ** یعنی اے رسول قرآن کو جلدی پڑھنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت میں نہ لائے۔ (۳۶)

ابن عباس فرماتے ہیں:

انہ انزل فی شہر رمضان فی لیلہ القدر جملہ واحدۃ ثم انزل علی مواقع النجوم رسلا فی الشہور والایام

قرآن ماہ رمضان میں دفعتاً" نازل ہوا ہے اور اس کے بعد مختلف مواقع میں ایام اور مہینوں میں تدریجاً" نازل کیا گیا (۳۷)

ان احادیث سے اس نظریہ کو تقویت ملتی ہے کہ قرآن عصر رسول میں ایک مجموعہ کی شکل میں موجود تھا۔

۷۔ تواتر قرآن

اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ یہ قرآن رسول کریم سے تواتراً" نسلاً" بعد نسل ہم تک پہنچا ہے۔ تواتر کے لئے ضروری ہے کہ عصر رسول میں پورا قرآن اصحاب میں سے اتنی تعداد کے پاس موجود ہو جو تواتر کے لیے ضروری ہے۔

اس سے بھی اس نظریہ کو تقویت مل جاتی ہے کہ قرآن عصر رسول میں جمع ہو چکا تھا۔

۸۔ وصیت رسول - القرآن خلف فراشی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ قرآن میرے بستر کے عقب میں ہے چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی علیہ السلام یا علی القرآن

خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس تخذوہ واجمعو ولا تضیعوہ

رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علی : قرآن میرے بستر کے پیچھے مختلف صحیفوں، اور کاغذوں میں موجود ہے۔ آپ اسے لے جائیے اور جمع کیجئے اور ضائع نہ ہونے دیجئے (۳۸)

۹۔ کتابت قرآن

گذشتہ صفحات میں کتابت قرآن کو خود قرآن اور حدیث کی روشنی میں واضح کر دیا گیا جس کے بعد شک و تردید کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ قرآن کی عصر رسالت ہی میں جمع آوری ہو گئی تھی۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بڑے اہتمام سے وحی کو بالالتزام لکھاتے تھے، تو کیا جو لکھا جاتا تھا اسے ہر کاتب اپنے ساتھ لے جاتا تھا؟ اور قرآن متعدد کاتبان وحی کے ہاتھوں منتشر اور متفرق ہو گیا؟ اور کیا ایک جگہ قرآن جمع نہ ہو سکا؟ نہایت بعید از عقل و قیاس ہے، کیونکہ کاتبان وحی کا مطلب یہ ہے کہ یہ رسول کے لئے کتابت قرآن کرتے تھے اور اپنے لیے قرآن کی کتابت کرنے والوں کو کاتبان وحی نہیں کہتے ایسے لوگوں کی تعداد کسی شمار میں نہیں آتی لہذا وحی کی کتابت کے بعد قرآن ایک جگہ جمع اور مدون کیا جاتا تھا۔

عن زید بن ثابت کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم نولف القرآن عن الرقاع

زید بن ثابت کہتے ہیں : کہ ہم رسول خدا کی خدمت میں بیٹھ کر مختلف ٹکروں سے قرآن کو جمع و تدوین کرتے تھے۔ (۳۹)

چنانچہ یہ قرآن خانہ رسولؐ میں موجود تھا، اور حضرت علی سے فرمایا تھا کہ قرآن میری خوابگاہ کے پیچھے مختلف صحیفوں، اور کاغذوں میں موجود ہے۔

خانہ رسول میں کچھ اوراق پائے گئے جن پر کاغذوں پر قرآن لکھا ہوا تھا، کسی نے انہیں جمع کیا اور ایک (دھاگے) میں سب اوراق کو جمع کیا تاکہ کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے (۴۰)

۱۰۔ اصناف سورہ ہائے قرآن

تفسیر عیاشی میں سعد الاسکاف سے مروی ہے :

سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم : اعطیت الطوال مکان التوریہ' و اعطیت المثین مکان الانجیل' واعطیت المثانی مکان الزبور' و فضلت بالمفصل سبع و ستین سورۃ

یعنی میں نے امام محمد باقرؑ سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں : رسول کریم نے فرمایا : مجھے توریت کی جگہ بڑی سورتیں' انجیل کی جگہ (مبین) سورتیں' زبور کی جگہ (مثانی) عنایت کی گئی' مزید مجھے سورہ ہائے (مفصل) دیگر فضیلت عنایت فرمائی جو ستاسٹھ سورتوں پر مشتمل ہے (۴۱)

یہی روایت معمولی فرق کے ساتھ اہل سنت کے ہاں بھی منقول ہے ملاحظہ ہو الاتقان نوع ۱۷ اس روایت سے واضح ہوا کہ قرآن عصر رسول میں ایک کتاب کی شکل میں لوگوں کے ہاتھوں میں موجود تھا جس کے ابواب و حصوں یعنی سورتوں کی تفصیل بھی لوگوں کو معلوم تھی۔

۱۱۔ ترتیب آیات توقیفی ہے

قرآنی آیات کی ترتیب توقیفی ہے یعنی خود رسول اکرمؐ نے بحکم خدا آیات قرآن کو اسی موجودہ ترتیب میں رکھا ہے اور جمع قرآن انہی آیات کو ترتیب دینے کا نام ہے۔

۱۲۔ عصر رسالت میں قرآنی نسخ

فضائل قرآن۔ تلاوت قرآن۔ آداب قرآن۔ احکام مصحف اور دیگر موضوعات میں وارد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن عصر رسالت میں ایک کتابی شکل میں مدون تھا۔

۱۔ حضور نے فرمایا :

تعلموا کتاب اللہ و تعاھدو واقتنوہ ...

کتاب اللہ کی تعلیم حاصل کرو اس کے ساتھ عہد باندھو' اور اسے اپنے پاس رکھو۔

۲۔ از روئے حفظ قرآن کی تلاوت کرنے سے دیکھ کر پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے' اور اس سلسلہ میں شیعہ اور سنی طرق سے بے شمار احادیث وارد ہوئی ہیں۔

۳۔ خود قرآن کا دیکھنا عبادت ہے حدیث میں آیا ہے : **النظر فی المصحف عبادۃ**

۴۔ رسول کریمؐ نے مشرکین کے علاقوں میں قرآن ہمراہ لے جانے سے منع فرمایا ان کے علاوہ بیسوں ایسے احکام موجود ہیں جو عصر رسالت میں قرآن ایک کتابی شکل میں مدون ہونے کے ساتھ مربوط ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ سورہ قیامت ۱۶--۱۷

۲۔ الامام الخوئی البیان

۳۔ رامیار' تاریخ قرآن

۴۔ فضائل القرآن ص۹

۵۔ طبقات ابن سعد جز دوم قسم اول ص ۱۳۶

۶۔ رامیار' تاریخ قرآن

۷۔ صحیح البخاری باب تہجد

۸۔ تاریخ قرآن رامیار ۲۲۴

۹۔ رامیار تاریخ قرآن

۱۰۔ سیرت ابن ہشام ۲٫۷۶

۱۱۔ زنجانی' تاریخ القرآن ۴۶

۱۲۔ تفسیر طبری ا٫۲۱

۱۳۔ العطار موجز علوم قرآن

۱۴۔ بحار الانوار ۸۹٫ ۷۳

۱۵۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم رسول اکرمؐ کے زمانے میں کتابی شکل میں موجود تھا ورنہ (کھولا) کا لفظ استعمال نہ ہوتا۔

۱۶۔ العطار موجز' علوم القرآن ۷۶

۱۷۔ مسند احمد بن حنبل

۱۸۔ حیات القلوب ۲٫۳۸۹۔ تاریخ رامیار ۲۴۱

۱۹۔ زنجانی تاریخ القرآن

۲۰۔ زنجانیؒ' تاریخ القرآن ۴۵

۲۱۔ ابن قتیبہ' تاویل مشکلات القرآن ۱۹

۲۲۔ الطبری' التفسیر ۲۶٫۱۰۰

۲۳۔ الطبری التفسیر ۲۶٫۱۰۰

۲۴۔ تاریخ الیعقوبی ۲٫۳۶

۲۵۔ تاریخ یعقوبی ۲٫۳۶

۲۶۔ مجمع البیان ۲٫ ۳۹۴

۲۷۔ معرفت' التمہید

۲۸۔ البقرہ' ۲۴

۲۹۔ الدرالمنشور ۲٫۲۵۹

۳۰۔ وسائل الشیعہ ۴٫۸۲۱

۳۱۔ الاتقان ا٫۵۹

۳۲۔ الاتقان ا٫۴۷ مناہل العرفان

۳۳۔ رامیار' تاریخ القرآن

۳۴۔ رامیار از ابن سعد

۳۵۔ التمہید ا٫۲۲۷

۳۶۔ بحار الانوار ۳۸٫۸۹

۳۷۔ الاتقان ا٫۴۱

۳۸۔ بحارالانوار

۳۹۔ الحاکم المستدرک ۲٫۶۱

۴۰۔ البرہان ا٫۲۳۸ از ابو عبداللہ محاسی' البتہ یہ لوگوں کی انہی امانت فی النقل ہے وہ اس جمع کرنے والے کا ذکر نہیں کرتے۔

۴۱۔ (طوال) سورہ ہائے بقرہ' آل عمران' نساء' مائدہ' انعام' اعراف اور توبہ کو کہتے ہیں

(مئین) ایک سو یا اس سے زائد آیتوں پر مشتمل سورتوں کو کہتے ہیں۔

(مثانی) ان سورتوں کو کہتے ہیں جو سو سے کم آیتوں پر مشتمل ہو۔

(مفصل) آخر قرآن کی سورتوں کو کہتے ہیں۔